© rasailojaraid.com

یا نظمیں پڑھیں اُن کا ایک ایک لفظ خلوص و محبت اور شفقت کا آئینہ دار تھا حد یہ ہے کہ بڑے بڑے سن رسیدہ بزرگوں اور ہم عمر دوستوں کو بے ساختہ روتے اور گلوگرفتہ میں نے تنہا نہیں تمام شرکائے جلسہ نے دیکھا ہے بعض وہ حضرات جن سے کلکتہ کی مدت قیام میں ایک مرتبہ بھی کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی انھوں نے بھی ایسی نظمیں لکھیں اور سنائیں جن کا لفظ لفظ درد و اثر میں ڈوبا ہوا اور انتہائی مخلصانہ جذبات کا ترجمان تھا (یہ نظمیں جو کہ فنی اعتبار سے بھی بڑی پختہ اور بلند ہیں اس لئے جستہ جستہ "برہان" میں بھی شائع ہوں گی) اردو۔ عربی اور بنگلہ زبانوں میں لکھے ہوئے سپاس ناموں کا اتنا انبار لگ گیا کہ کلکتہ سے منتقل ہوتے وقت منجملہ اور اثاثہ بیت کے اُن کا ایک مستقل عدد ہوگیا۔ اور چوں کہ وہ سب شیشہ میں فریم کئے ہوئے تھے اس لئے اُن کو بڑی احتیاط سے لانا پڑا۔ محبت و خلوص اور نوازش و کرم کے ان غیر معمولی مظاہروں کو یہ بندۂ ناچیز دیکھتا تھا اور مولانا محمد علی مرحوم کا یہ مصرعہ بار بار پڑھتا تھا

اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں

حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی نسبت کبھی کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوا۔ من آنم کہ من دانم کے بمصداق میں اپنی بساط اور ہیچ میرزی سے کبھی غافل نہیں ہوا۔ یہ جو کچھ ہوا محض لطف و کرم خداوندی ہے خدا جب اپنے کسی حقیر بندہ پر مہربان ہوتا ہے تو اُس کے بزرگوں اور دوستوں کے دل میں اس کی طرف سے ایسا ہی حسنِ ظن اور تعلق خاطر پیدا کرتا ہے اور اسی وجہ سے اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے اُس کا مقصد واما بنعمۃ ربک فحدث کی تعمیل اور بسبب من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ تشکر و امتنان کے سوا کچھ اور نہیں یجزاھم اللہ عنی احسن الجزاء۔

مغربی بنگال عموماً اور کلکتہ کے مسلمانوں میں خصوصاً اللہ تعالیٰ نے بحیثیت مجموعی جو خصوصیات رکھی ہیں ان میں عالی ہمتی ہے۔ بیدار مغزی اور توانائی ہے مذہبی اور قومی مسائل سے دل چسپی اور اُن کی گتھیوں کو سلجھانے کا جذبہ ہے علمی اور ثقافتی روایات کو محفوظ اور زندہ رکھنے کا ولولہ ہے اگر یہ سب مل جل کر کام کریں تو پورے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ایک مثالی اور نمونہ بن سکتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی مدد اُن کے شاملِ حال کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یونانی علوم کا مسلمانوں میں داخلہ

جناب شبیر احمد خاں صاحب غوری ایم اے ایل ایل بی - بی ٹی ایچ رجسٹرار امتحانات
عربی و فارسی اترپردیش

۱- یونانی جاننے والے مترجمین "یونانی علوم مسلمانوں میں کس طرح منتقل ہوئے"؛ یہ ایک دلچسپ سوال ہے۔

مستشرقین نے اپنے قومی تفوق کے ادعا کی بنا پر یونانی علم و حکمت اور "مسلمانوں کی عقلی موشگافیوں کے درمیان شامی عیسائیوں کو وسیط قرار دیا ہے: یعنی مسلمانوں نے علوم و فنون کی ترقی میں جو خدمات شائستہ بھی انجام دی ہوں، اصلاً وہ شامی عیسائیوں ہی کے شاگرد تھے۔

لیکن مشکل یہ ہے کہ اس مفروضہ کے مقدمات سطحی ہیں اور مستشرقین کا استدلال سانتقک تنقید کی کسوٹی پر پورا نہیں اُترتا۔

اس کے مقابلے میں مسلمان مورخین نے یونانی علم و حکمت کے مسلمانوں میں منتقل ہونے کی جزئیات و تفصیلات اسلامی تواریخ میں قلمبند کی ہیں اگرچہ منتشر طور پر۔ ان کا ماحصل یہ ہے کہ یونانی علوم مسلمانوں میں تین راستوں سے داخل ہوئے:۔

(الف) طبقۂ کتاب و دبیران کے ذریعے جو اکثر حالات میں نومسلم ایرانی تھے۔

(ب) خلفاء و امراء کی تشجیع و تشویق اور سرپرستی میں پیشہ ور مترجمین کے ذریعے جو یا تو عراق اور جندی ساپور کے نساطرہ تھے یا حران کے صابئی۔

(ج) اسکندریہ کے مشائی فلاسفہ کے مشائی معلمین کے ذریعے جو تیسری صدی کے آخر میں انطاکیہ اور حران ہوتے ہوئے بغداد پہنچ گئے تھے۔

© rasailojaraid.com